"سیکشن ب"

سوال نمبر 2:

مختصر سوالات کے جوابات

(i)

عبدالودود قمر ایک بہت بڑے شاعر اور
نثر نگار تھے۔ عبد الودود قمر دائرہ ادبیہ کے
ناظم اعلیٰ تھے۔ ان کی اور خلیل جعفری
کی بہت پکی گہری دوستی تھی اور عبد الودود

قمر اور ضیا جعفری کی دوستی پورے شہر میں ضرب المثل کی طرح تھی۔ آپ ایک بہت کھرے اور بااصول انسان تھے۔ آپ ایک بہت سنجیدہ شخص تھے اور اتنا سخت ہونے کے باوجود بھی عبدالودود قمر ضیا صاحب کی بہت عزت کرتے تھے۔ آپ ضیا جعفری کا دل سے احترام کرتے تھے۔ ان کی ضیا صاحب کے ساتھ بہت گہری دوستی تھی۔ آپ کی اور ضیا جعفری کی دوستی پورے شہر میں مشہور تھی اور ان کی دوستی کو ایک مثال سمجھا جاتا تھا۔

دائرہ ادبیہ کے مصنفین

- ضیا جعفری
- عبدالودود قمر
- نزیر مرزا برلاس
- منظور گیلانی
- خالص ملکی
- مظفر تاتاری
- جگر کاظمی
- مبارک جبین صاحبز

4 +1

ii

حیدرآباد کے کالج میں ایک جلسہ ہوا تھا جس
میں مولوی عبدالحق نے فرحت اللہ بیگ اور مولوی
وحیدالدین کو بھی دعوت دی تھی۔ جلسے کی
ابتدائی تقریر کا آغاز فرحت اللہ بیگ نے کیا
تھا تاکہ کوئی جلسہ میں تنگ نہ ہو۔ فرحت
اللہ بیگ نے اپنی تقریر کے دوران مولوی کریم الدین
کے پانی پت سے دلی کے سفر کے بارے میں ذکر
کیا تھا اور اس میں مولوی کریم الدین کے پھٹے
پیوند لگے اور پھٹی ہوئی جوتیوں کا بھی ذکر کیا تھا
اور ان کی مفلسی اور جو فاقہ زدہ شکل کا بھی تذکرہ
کیا تھا۔ وہ مولوی کریم الدین کے سفر کا ذکر کر رہے تھے
کہ غلطی سے ان کے ہاتھ کا اشارہ مولوی وحیدالدین
کی طرف ہو گیا۔ مولوی وحیدالدین کے بھی والد نے
پانی پت سے دلی سفر کیا تھا اور ان کے نام، علاقہ
اور کاروبار بھی ایک جیسے تھے۔ ان کے والد بھی
کتابوں کا کاروبار کرتے تھے۔ تو سارے لوگ جو جلسہ میں
موجود تھے سمجھنے لگے کہ شاید فرحت اللہ بیگ مولوی
وحیدالدین کے والد کا ذکر کر رہے ہیں۔ تو ہر کوئی [illegible] ان کو
سے پوچھتا کہ یہ آپ کے والد ہیں کیا تو بھی وہ غصہ ہونے
و کچھ بھی کہنے کے بجائے [illegible] کو اہمیت نہ دیتے۔

حاجی اورنگ زیب کے خط کا خلاصہ :-

خان صاحب جو کہ حاجی اورنگ زیب نے اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ کراچی روانگی سے تین ہفتے پہلا مجھے ڈاکٹروں نے جگر کا سرطان بتایا اور پھر میں جناح ہسپتال سے بھی تحقیق کروائی تو انھوں نے بھی یہی کہا کہ مجھے جگر کا سرطان کی بیماری ہے۔ انھوں نے مجھے کہا کہ اپنا وقت خوشگوار لوگوں کے ساتھ گزارو اور زیادہ تر خوش رہو کیونکہ اس بیماری کا کوئی علاج نہیں تھا بس اس کے علاوہ کہ اپنے آپ کو خوش رکھو۔ پھر میں نے لانڈھی کورنگی سے لانڈھی تک نظر ڈالی تو مجھے تمہارے علاوہ اور کوئی صحیح نہیں لگا۔ اس لیے میں تمہارے پاس آگیا کراچی اور وہاں پہ جو کچھ بھی کیا وہ صرف اپنے آپ کو خوش رکھنے کے لیے کیا۔ میں جب بھی خط لکھتے وقت سانس لیتا ہوں تو میری سانس اوکھتی ہے جس کی وجہ سے تمہاری بھابھی خفا ہوتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ میں اس بیماری سے ہار نہیں مانوں گا۔

iv

ماسٹر الیاس ایک بہت شریف اور سادہ انسان تھے۔ ان کو زمانے کے ساتھ چلنے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا۔ وہ ہمیشہ سچ بولتے تھے اور کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ وہ نہ تو غلط کام کرتے تھے اور نہ ہی بچوں کو بگاڑتے تھے۔ وہ ایک بہت سادہ انسان تھے۔

لوگ ماسٹر صاحب سے دوستی کرنا اس لیے پسند نہیں کرتے کیونکہ ان کی شکل ہی ایسی تھی کہ جس کو دیکھ کر نہ تو بڑے کے دل میں محبت اور نہ ہی ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ ان کو کسی کے ساتھ بات کرنے کا طریقہ بھی نہیں آتا تھا۔ وہ جب کسی کے ساتھ گفتگو کرتا تھا تو اس میں گرامر کی بہت غلطیاں کرتا تھا جس کی وجہ سے دوسرے شخص کا اس کے ساتھ بات کرنے کا دل ہی نہیں کرتا تھا اور ان کی شکل بھی ایسی فرسودہ تھی کہ بات کرنے کا دل ہی نہیں کرتا تھا۔

٧

نظم "بڑھے چلو" جس کے شاعر کا
نام "اختر شیرانی" ہے اس میں شاعر کہتے ہیں
کہ اپنے ملک کی ترقی کے لیے ہر ممکن قدم کا چناؤ
کرو اور اس ملک کی ترقی اور کامیابی کے لیے بڑھتے
جاؤ اور کبھی بھی نہ رک جاؤ۔ اس ملک کا دفاع
کرو اور اس قوم کی حفاظت اور ان کا
دفاع کرو۔ شاعر اس نظم میں فرماتے ہیں کہ
اس ملک کے دفاع کے لیے تن من دھن
کوشش کرو۔ اس ملک کے قوم کی حفاظت اور
دفاع کے لیے ہر ممکن قدم اٹھاؤ۔ ملک کی
ترقی اور اس کی کامیابی کے لیے ہر ممکن
کوشش کرو اور اس کامیابی کی کوشش میں
بڑھتے جاؤ اور اس جد و جہد سے کبھی اجتناب نہ
کرو۔

Alvi

مرکزی خیال :

افسانہ کتبہ سے ہم یہ سبق اخذ کرتے ہیں کہ انسان کو اپنی خواہشات اور تمناؤں کو بہت زیادہ سر پر سوار نہیں کرنا چاہیے۔ اُس کو خواہشات کے پیچھے مرنا نہیں چاہیے۔ انسان کو اپنی استطاعت کے مطابق خواب کا چناؤ کرنا چاہیے۔ انسان کو چاہیے کہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے اُس پر شکر ادا کرنا چاہیے کیونکہ اس دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ جن کے پاس ایک وقت کی روٹی کھانے کے بھی پیسے نہیں ہوتے ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ جتنی چادر ہو تو اتنے پاؤں پھیلانے چاہیے۔ یہ دنیا تو عارضی ہے اس میں یہ سب کچھ ختم ہو جانے والا ہے کہ جس کے پیچھے انسان انتھک محنت کرتا ہے اُس کی حصول کے لیے اور انسان کو چاہیے کہ اپنی استطاعت کے مطابق خواہشات رکھنی چاہیے۔

(Vii)

اس سبق کا نام "مایئں" ہے مصنف احمد ندیم قاسمی

پس منظر:

ایک دفعہ راجہ صاحب اور خواجہ صاحب چہل قدمی کر رہے تھے تو اتنے میں ان دونوں سے ایک بزرگ آ کے ملا جس نے ان دونوں کو بتایا کہ آپ دونوں کی بیویاں آپس میں بہت زیادہ لڑتی ہیں جس کی وجہ سے پورے محلے کا ماحول خراب ہو رہا ہے۔

راجہ صاحب کا جواب:

بزرگ کی بات ختم ہوتے ہی راجہ صاحب نے جواب دیا کہ یہ عورتوں کے لڑائی جھگڑے میں مرد بولتے ہوئے اچھے نہیں لگتے ہیں۔ یہ عورتوں کی لڑائی ہے اس میں مرد کا بولنا اچھا نہیں ہوتا۔ ہمیں سمجھانے کی جگہ اپنی بیوی کو سمجھائیں جو کہ جا کے ہماری بیویوں کو سمجھا سکے۔ لڑائی تو ہوتی رہتی ہے جیسے اگر دو برتن آپس میں بج جائیں تو وہ بھی بہت زیادہ شور کرتے ہیں تو یہ تو پھر جاندار چیزیں ہیں

رموزِ اوقاف؛

viii

صنعت تجنیس تام :-

"وہ الفاظ جو لکھنے میں ایک جیسے ہوں اور معنی میں ایک دوسرے سے مختلف ہوں ان کو صنعت تجنیس تام کہتے ہیں۔"

مثلاً :-

کیا کیا خضر نے سکندر کے ساتھ
اب کون کس پہ یقین کرے

اس شعر میں کیا کیا تجنیس تام ہیں

5

صیاد سے یہ بھی نہیں پوچھا گیا
کون رہا اور کون رہا ہو گیا

اس شعر میں رہا اور رہا ہے۔

اقبال فرماتے ہیں۔

جنھیں میں ڈھونڈتا تھا زمینوں میں اور آسمانوں میں
وہ نکلے میرے دل کے ظلمت خانہ مکینوں میں

اس شعر میں "میں" اور میں ہے

(ix)

سقراط پر الزامات:

سقراط کے مخالفین نے ان پر جو الزامات لگائے وہ یہ ہیں

- وہ ایتھنس کے نوجوانوں کے اخلاق خراب کر رہا ہے
- وہ نوجوانوں کو والدین کی اطاعت سے روکتا ہے۔
- وہ لوگوں کے درمیان وطن کی مخالفت کے جذبے کو ابھار رہا ہے

سقراط کو سزا:

جب سقراط کو ان الزامات کی بنیاد پر مجرم قرار دیا تو اس کو سزائے موت سنا دی گئی۔ اس زمانے میں جس کو سزائے موت کا حکم دیا جاتا تھا اس کو زہر کا پیالہ دیا جاتا ہے۔ اس لیے سقراط کو زہر کا پیالہ دیا گیا اور وہ فوت ہو گیا۔

تفصیلیہ:

یہ لفظ تفصیل سے نکلا ہے جس کے معنی وضاحت کے ہیں

استعمال:

- اقتباس میں کسی چیز کی فہرست بتانے کے لیے

- اقتباس میں کسی چیز کی مثالیں بنانے کے لیے
- اقتباس میں کسی چیز کی تفصیل بتانے کے لیے

مثالیں :-

⇐ لائبریری میں مندرجہ ذیل نئی کتابیں آئی ہیں :-
- بانگ درا
- آنگن
- دلی کی شمع

⇐ خشکی میں رہنے والے جانوروں کے نام مندرجہ ذیل ہیں :-
- اونٹ
- گائے
- بکری

علامت :-

تفصیلیہ کی علامت یہ ہے :-

سیکشن ج

حوالہ متن:

سبق کا نام:
فاقہ میں روزہ

مصنف کا نام:
خواجہ حسن نظامی

سیاق و سباق:

یہ اقتباس سبق کے درمیان سے لیا گیا ہے۔ اس اقتباس میں مصنف مسلمانوں کے حالات کا تذکرہ کر رہا ہے کہ 1857ء کی جنگ آزادی سے پہلے مسلمانوں کے کیسے حالات تھے اور 1857ء کی جنگ کے بعد مسلمانوں پر کیا مصیبتیں آن پڑیں اور ان کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ 1857ء کی جنگ آزادی سے پہلے بہادر شاہ ظفر کی حکومت تھی جو کہ آخری

مغل بادشاہ تھا۔ مرزا سلیم کا بہادر شاہ ظفر
کا بھائی تھا جو کہ بہادر شاہ ظفر کے ساتھ کھڑا
تھا۔ مرزا سلیم کی بیوی جو کہ 1857 کی جنگ
بہت ناز میں زندگی گزار رہی تھی لیکن 1857
کی جنگ میں اس کے حالات تبدیل ہو گئے کیونکہ
انگریزوں نے ان پر حملہ کیا تھا۔ 1857 کی
جنگ کی مصیبتیں اتنی بھاری تھیں کہ وہ مرزا سلیم
کی بیوی کے فوت ہونے کی وجہ بنتی۔ خیر اُس
وقت تو مرزا سلیم کی بیوی جو کہ حاملہ تھی اُس
وقت اپنی جان بچانے کے لیے محل سے باہر
بھاگ گئی اور اپنی جان تو اس وقت اس نے
بچا لی مگر بعد میں آنے والے مسائل کو برداشت
نہ کر پائی اور فوت ہو گئی۔ جب اگلے دن کی
صبح گاؤں والوں کو خبر ہوئی تو انھوں نے مرزا
سلیم کی حاملہ بیوی کے لیے کفن کا انتظام کیا اور
قبر کھودی گئی اور اس کو قبر میں دفن دیا گیا
اور وہ حقیقی زندگی کی طرف چل بسی۔
مرزا سلیم کی بیوی حاملہ تھی اور
وہ ان جنگ کے مسائل کو برداشت نہ کر پائی
اور وہ فوت ہو گئی

تشریح:-

اس اقتباس میں مسلمانوں پہ پیش آنے والے مسائل کا تذکرہ کیا ہے کہ جن مسائل اور نقصان کا مسلمانوں کو 1857 کی جنگ آزادی میں سامنا کرنا پڑا تھا۔ بہادر شاہ ظفر آخری مغل بادشاہ تھے جن کی ہندوستان پر حکومت تھی۔ جنگ سے پہلے یہاں مسلمانوں کا مرکز تھا اور دین اسلام کو یہاں پہ عملی طور پہ لاگو کیا گیا تھا۔ جنگ سے پہلے یہاں مسجدوں میں بہت اچھا ماحول ہوتا تھا۔ مسجدوں میں اسلامی فضا قائم کی گئی تھی۔ مسجدوں میں حفاظ ایک دوسرے کو قرآن سناتے ہوتے تھے۔ ہر جگہ قرآن کی تلاوت ہو رہی ہوتی تھی۔ دینی مسائل پر گفتگو ہو رہی ہوتی تھی۔ یہاں وظائف کا ذکر کیا جا رہا ہوتا تھا اور افطاری کے وقت بادشاہوں کی بیگمات یہاں مسلمانوں کے لیے محل سے نکل کر خود افطاری لاتی تھیں لیکن 1857 کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کے حالات تبدیل ہو گئے مسجدوں کے حالات بالکل تباہ ہو گئے تھے چند مسلمان بچے ہوئے تھے جو ٹیڑھے میں

تلاوت اور وظائف کر رہے ہوتے تھے۔ مسجدوں کو
اصطبل میں تبدیل کر لیا گیا تھا۔ بہادر شاہ
ظفر اپنے قلعے کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے جب انگریزوں
نے ان پر حملہ کیا۔ جیسے ہی وہ بھاگے تو انگریزوں
نے ان کو قید کر لیا اور برما کے دارالحکومت رنگون
میں قید کر لیا تھا جہاں وہ فوت ہو گئے۔ مرزا
شہ زور جو کہ بہادر شاہ ظفر کے بھائی تھے اپنے
خاندان کو لے کر میواتیوں کے علاقے چلے گئے تھے
جان بچانے کے لیے اور وہاں پناہ لی تھی۔ مرزا
سلیم کی بیوی بھی ان جنگ کے مسائل کی وجہ
سے فوت ہو گئی تھی جس کے کفن کا انتظام گاؤں
والوں نے کیا تھا۔

سوال نمبر: 2

غزل:

حوالہ متن :

یہ اشعار "فیض احمد فیض" کی غزل سے لیا گیا ہے۔

شعر ۱

مفہوم :

جس شان سے کوئی قتل گاہ کی طرف جاتا ہے وہ شان سلامت رہتی ہے۔ یہ جان تو آنے جانے والی چیز ہے۔

تشریح :

اس شعر میں شاعر "فیض احمد فیض" کہتے ہیں کہ جس جذبے سے کوئی شخص مظلوموں کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور اس جذبے کو لے کر قتل گاہ کی طرف جاتا ہے اور وہاں پہ اگر یہ جان کی بازی ہار جائے تو وہ ہمیشہ یاد رہتا ہے اور اس شان بہت اونچی ہوتی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ جو شخص مظلوموں کے لیے کھڑا ہوتا اور ظلمت

کے خلاف کھڑا ہوتا ہے اور اگر وہ اپنی جان کی
بازی ان کی وجہ سے ہار جائے اور وہ فوت ہو جائے
تو اس شخص کی شان ہمیشہ سلامت
رہتی ہے کیونکہ یہ جان تو آنے جانے والی چیز
کیونکہ اس دنیا میں ہر شخص موت کا ذائقہ
چکھنا ہے۔ ویسے بھی ہر انسان نے مرنا ہی ہے اور اگر
اسی مرتے کو اگر مظلوموں کے لیے استعمال کرے
تو اس کی شان ہمیشہ بلند رہتی ہے اور وہ بلند مرتبہ
پر فائز ہوتا ہے۔

شعر ۲

مفہوم:

اگر عشق کی بازی ہے تو جو چاہو داؤ پر لگا دو کیونکہ
اگر جیت گئے تو بات ہی ختم ہے اور اگر ہار گئے تو تب
بھی جیت تمہاری ہے۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر "فیض احمد فیض"
فرماتے ہیں کہ عشق ایک ایسی چیز ہے کہ جس
کے لیے جو کچھ بھی ہو وہ داؤ پر لگا دینا چاہیے کیونکہ
اگر تم نے محبوب کو پا لیا تو تب بھی جیت تمہاری ہے اور اگر نہ

بھی پاؤ تو تب بھی جیت تمہاری ہے۔ عشق ایک ایسی چیز ہے کہ جس پر انسان اپنی جان سے لے کر دنیا کی ہر چیز اپنے محبوب کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ محبوب چیز ہی ایسی ہے کہ جس کے لیے عاشق اپنا ہر کچھ اپنا لوٹانے کے لیے تیار ہے۔ اگر عاشق نے عشق میں محبوب کو پا لیا اور اس کی محبت کو اپنے ساتھ جوڑ لیا تو یہ عاشق کو اپنا محبوب مل گیا جس کی وجہ سے وہ جیت گیا۔ اور اگر اتنی ساری قربانیاں دینے کے باوجود بھی اگر محبوب حاصل نہ ہو تو تب بھی عاشق کی جیت کیونکہ محبوب کے لیے قربانی دینا ہی عشق کی معراج کی پہچان ہے۔

حوالہ شعر نمبر (۱) :-

شعر

جان دی تھی اُسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق بھی ادا نہ ہوا

۲۹

مضمون:

میرا پسندیدہ مشغلہ

ہر انسان کا کوئی نہ مشغلہ ہوتا ہے جس کو فالتو وقت میں انجام دیتا ہے۔ ہر انسان کی کوئی ایسی عادت ہوتی ہے کہ جس کو وہ فالتو وقت کرنا پسند کرتا ہے جس اور اس پسندیدہ عادت کو مشغلہ کہتے ہیں۔

ہر انسان کا اپنا من پسند مشغلہ ہوتا ہے جس کو وہ فارغ وقت میں انجام دیتا ہے۔ مشغلے کی وجہ سے انسان اپنے فارغ وقت کو اچھی طرح استعمال کرتا ہے اور اس سے اس کو بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ہر انسان کا مشغلہ اُس کی فطرت کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح میرا پسندیدہ مشغلہ کتابیں پڑھنا ہے۔

میرا پسندیدہ مشغلہ کتابیں پڑھنا ہے۔ مجھے جب

بھی وقت ملتا ہے تو میں کتابیں پڑھتا ہوں۔ میری یہ عادت بچپن ہی سے مجھ میں آ گئی تھی کیونکہ میں اپنے والد کو دیکھتا تھا جس کو بھی کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ میرے والد صاحب کے کمرے میں کتابوں کی ایک الماری تھی جہاں پہ بے شمار کتابیں پڑی ہوتی تھیں جس میں مزاحیہ کتابیں بھی تھیں اور تاریخ کے مطابق بھی کتابیں پڑھی ہوئی تھیں۔ اپنے والد کو دیکھتے دیکھتے عمر کے ساتھ مجھ میں بھی یہ شوق عبور پکڑتا گیا اور میرا یہ شوق مزید بڑھتا گیا اور میرا یہ پسندیدہ مشغلہ بنتا گیا۔ کتابیں پڑھنے کے بہت سے فوائد ہیں۔

فوائد:

ذخیرہ الفاظ:

کتابیں پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ جو مجھے اور باقی جو بھی کتابیں پڑھتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کو نئے الفاظ سیکھنے کو ملتے ہیں اور انسان کی املا مزید مضبوط ہوتی جاتی ہے۔

٢۔ آگاہی فطرت:۔

کتابیں پڑھنے سے انسان کو فطرت کی آگاہی ہوتی ہے۔ وہ روزانہ نئی نئی چیزیں سیکھتا ہے۔ اس سے اس کو نئی چیزوں کے بارے میں علم ہوتا ہے۔

۔ ذہن تازہ ہوتا:۔

اس سے انسان کا ذہن تیز ہوتا ہے۔ کتابیں پڑھنے سے انسان چست رہتا ہے۔ وہ تنگ نہیں ہوتا ہے اور اس کا دماغ تروتازہ ہوتا ہے۔ اس سے انسان تروتازہ رہتا ہے۔

۔ ذہنیت میں اضافہ ہوتا:۔

کتابیں پڑھنے سے انسان کی ذہنیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کو نئی نئی چیزوں کے بارے میں علم ہوتا ہے۔ وہ نئی نئی کے بارے میں جانتا ہے اور اس کا علم مزید بڑھتا ہے۔

خلاصہ:

کتابیں پڑھنا ایک بہت اچھا مشغلہ ہے۔ اس سے انسان کا علم بڑھتا ہے اور اُس کو نئی چیزوں کے بارے میں علم ہوتا ہے۔ انسان تروتازہ رہتا ہے۔

~~~~~ ۲
~~~~~